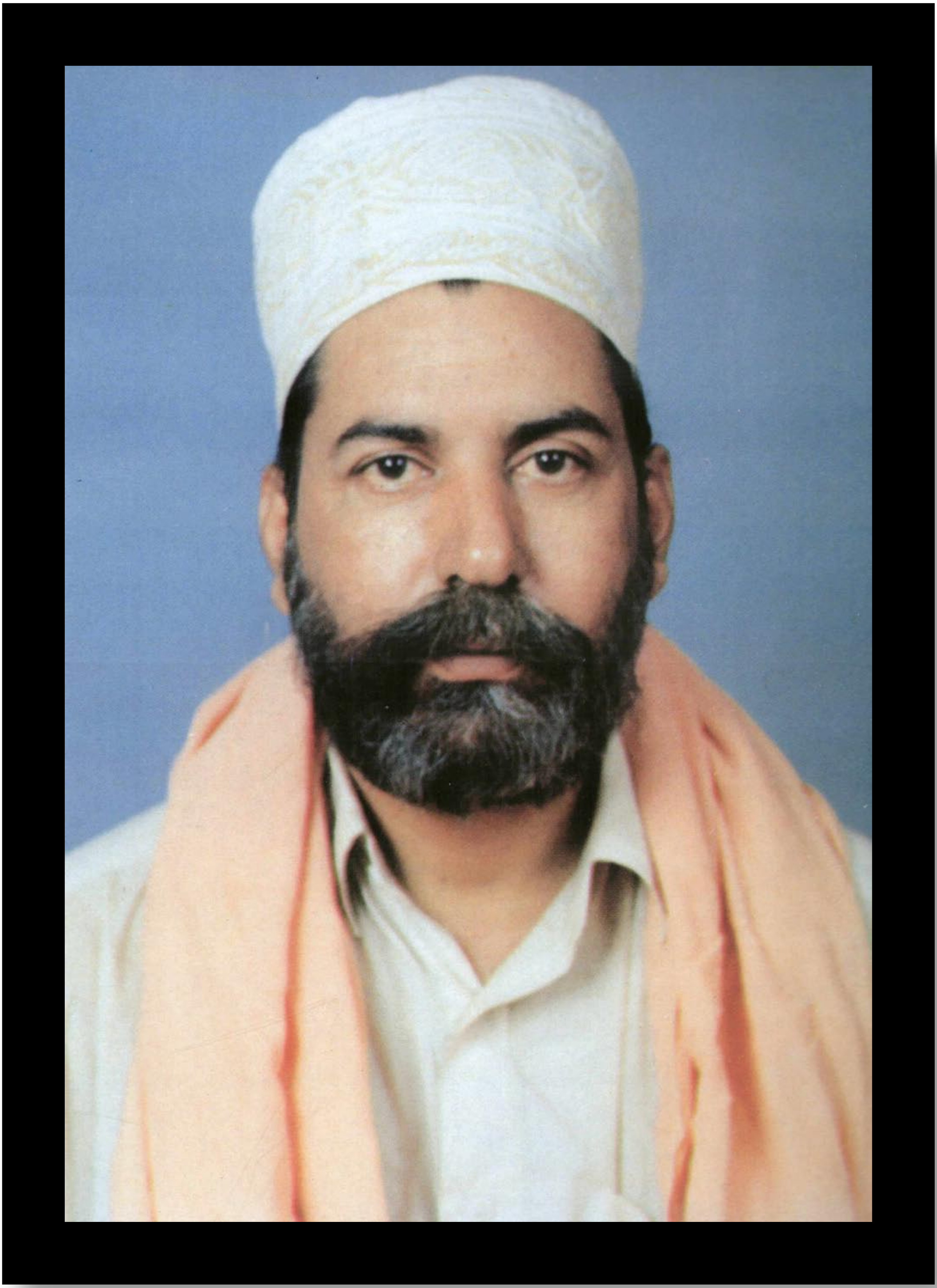

حضرت چنبی والی سرکارؒ کے موجودہ سجّادہ نشین

صاحبزادہ ناصر وحید نوشاہی

ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد

اس سال حضرت چنبی والی سرکارؒ کے سالانہ عرس کا اشتہار چھپوانے کے لئے صاجزاد محبوب حسین نوشاہیؒ لاہور تشریف لائے، تو میرے غریب خانہ پر کچھ دیر آرام کے بعد فرمانے لگے۔ زاہد صاحب! آپ اشتہار چھپوار کھیں۔ میں ضمیر کو بھیج کر اشتہار منگوالوں گا۔ مگر آپ عرس کے روز وقت پر ضرور پہنچ جائیں۔ خواہ کتنی بھی مصروفیت اور مجبوری کیوں نہ ہو۔ آپ نے ہر حالت میں پہنچنا ہے۔ اور صبح ہی آجائیں۔ تاخیر نہ کریں ضروری ہے۔ اور ہاں اس دفعہ اشتہار صرف کالے رنگ میں چھپوانا ہے۔.......... یہ پانچ سو روپے آپ رکھ لیں۔ حساب بعد میں کر لیں گے۔ بس اب میں چلتا ہوں۔ دیر ہو رہی ہے۔ ابھی بہت سے کام کرنے ہیں۔

پیر صاحب یہ سب کچھ ایک ہی سانس میں کہہ گئے۔ میں سوچ رہا تھا کہ صاجزادہ صاحب پہلے کبھی اتنی جلدی میں نہ ہوتے تھے۔ اللہ خیر کرے۔ ذہن میں کئی قسم کے وسوسے آنے لگے۔ پیر صاحب شاید میرے ان وسوسوں کو بھانپ چکے تھے۔ فرمانے لگے۔

زاہد صاحب۔ ! آپ کس سوچ میں پڑھ گئے ہیں۔ چھوڑیں ان باتوں کو۔ بس جو میں نے کہہ دیا اسکو دھیان میں رکھنا۔ بھولنا نہیں۔

میں نے عرض کیا! حضور کا ہر حکم سر آنکھوں پر مگر میری خواہش ہے کہ عرس کا اشتہار حسب سابق تین رنگوں میں ہی چھپنے دیں۔ زیادہ خوبصورت لگتا ہے۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہنے لگے اچھا آپ کی مرضی۔ مگر عرس پر بروقت آنا ہے۔ بھولنا نہیں..........!

پیر صاحب تو چلے گئے مگر میں سوچ کی ایک کڑی سے دوسری اور دوسری سے تیسری اور پھر ایک لامتناہی سلسلے کا شکار ہوتا چلا گیا۔ اشتہار چھپ گیا۔ سنگھوئی پہنچ گیا اور پھر میں خود بھی عرس کی بابرکت گھڑیوں میں حاضر تھا۔ 20 اگست 1999ء کی شام ختم شریف کی محفل آراستہ ہوئی۔ ختم شریف پڑھا گیا۔ شجرہ مکمل ہوتے ہی پیر صاحب مائک پر حاضرین سے مخاطب ہوئے :

"حضرات میری بات غور سے سنیئے ! آج میں آپ لوگوں سے ایک بہت ضروری بات کرنے والا ہوں۔ حاضرین خود بخود پیر صاحب کی طرف دیکھنے لگے۔ اتنے میں گہرے زرد رنگ کی پگڑی نکالی۔ (یہ رنگ نوشاہی حضرات کی خاص پہچان ہے) محفل میں آگے جتنے درویش بیٹھے تھے۔ سب سے کہا آپ اس پگڑی کو ہاتھ لگائیں اور اس بات پر گواہ رہیں کہ میں اپنے والد اور مرشد قبلہ ہادی حسین صاحبؒ کی وصیت اور ہدایت کے مطابق اپنے بیٹے ناصر وحید نوشاہی کو اپنا سجادہ نشین مقرر کر رہا ہوں۔ میرے بعد اس سلسلے کا وارث میرا بیٹا ناصر وحید نوشاہی ہوگا۔ آج کے بعد میرے تمام مرید اسکی تابع فرمانی کریں گے۔ اور اس سے رہنمائی لیں گے۔"

اور پھر ناصر وحید نوشاہی کی دستار بندی کر دی گئی۔ چاروں طرف سے اللہ اکبر' سبحان اللہ' ماشاء اللہ اور مبارکباد کے نعرے گونجنے لگے۔ مگر سنجیدہ مزاج بزرگوں اور چند

محرم راز درویشوں کی آنکھوں میں برسات کا موسم اُمڈ آیا۔ جنھیں دیکھ کر صاحبزادہ محبوب حسین صاحب بھی آبدیدہ ہوگئے۔ عرس کی تقریبات کے دوران مَیں صرف اور صرف محبوب صاحب کے چہرے کی تلاوت کرتا رہا۔اس نورانی چہرے کے خدوخال آنے والے لمحوں کی پیشین گوئی کر رہے تھے۔ دودن بعد میں رخصت ہونے لگا تو جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔یوں محسوس ہوتا تھا کہ صاحبزادہ صاحب اس جہان رنگ وبود کو الوداع کہنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ میری ہچکی بندھ گئی۔ مجھے تھپکی دیتے ہوئے خود بھی آبدیدہ ہوگئے اور فرمانے لگے : زاہد صاحب! حوصلہ کریں۔ آخر یہ وقت بھی تو آنا ہی ہے۔ آپ نے ابھی حق نما کو جاری رکھنا ہے۔ناصر وحید کا ساتھ دینا ہے...... میں کہیں بھی جاؤں میری محبت آپ کے ساتھ ہو گی۔باقی جو اللہ کو منظور۔

ہاں اب وہ اس دنیا میں نہیں ہیں۔ مگر وہ مجھ سے جُدا بھی نہیں ہیں۔ان کا "حق نما" بھی جاری ہے۔ان کا "ناصر وحید" بھی مسند نشین ہے۔ اُنکی محبت آج بھی میرے اردگرد خوشبو بکھیر رہی ہے اور ان کا ناصر اس خوشبوئے محبت کے لئے بادِ نسیم ...... خدامست فقیر ہمایوں محبوب، صاحبِ علم و دانش صاحبزادہ تنویر حسین اور پیکرِ اخوّت صاحبزادہ ابرار حسین، مسند نشین ناصر وحید نوشاہی کے لئے اُسی انداز میں ممد و معاون ہیں جس انداز میں صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہی چاہتے تھے۔

صاحبزادہ ناصر وحید، نہایت خلیق، متحمل مزاج، نیک فطرت، نیک خو، ملنسار، مہمان نواز، محبتیں سمیٹنے اور بانٹنے والی مثالی شخصیت کے مالک ہیں۔ یقیناً ایسی شخصیت ہی اس مسند کی اہل ہو سکتی تھی۔